-1

سوال نمبر 01

درج ذیل میں سے کسی ایک موضوع پر مضمون تحریر کریں۔

Add outline

اُردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغؔ

انسانی تاریخ کے مختلف ادوار میں بہت سی زبانوں نے جنم لیا ہے جن میں سے بیشتر ایک خاص مدت تک کسی جغرافیائی خطے میں بولی گئیں لیکن رفتہ رفتہ ان کی شکل و صورت بدلتی رہی وقت گزرنے کے ساتھ ان کا نام و نشان مٹ گیا اور ان کی جگہ دوسری زبانوں نے لے لی البتہ یہ کلیہ استثنا سے خالی نہیں ہے یقیناً کچھ زبانیں ایسی بھی ہیں جو اپنی خصوصیات کی وجہ سے زندہ و جاوید ہو جاتی ہیں اور مسلسل ارتقائی منازل طے کرتی رہتی ہیں اردو بھی ایک ایسی زبان ہے جس کی تاریخ تقریباً سات سو سال پرانی ہے اسے کبھی گجری کے نام سے جانا گیا تو کبھی دکنی کے نام سے کبھی ہندوستانی تو کبھی ریختہ، شاہجہاں کے دور میں اسے اردوئے معلیٰ کا خوبصورت درجہ ملا جو آج تک جاری و ساری ہے۔

اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو کے اعداد و شمار کے مطابق دنیا میں سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانے والی زبانوں میں چینی اور انگریزی زبان کے بعد تیسری بڑی زبان اردو ہے اس کے بولنے اور سمجھنے والے دنیا کے تقریباً ہر خطے اور ہر ملک میں موجود ہیں اور اسکے حلقہ اثر کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا یہ انگریزی کے بعد دنیا کی سب سے بڑی زبان ہے اگرچہ پاکستان میں صوبائی سطح

ہر پنجابی، سندھی، بلوچی، پشتو، سرائیکی، پوٹھواری وغیرہ بولی جاتی ہیں مگر ان کا دائرہ کار صرف مقامی سطح تک محدود ہے جبکہ اردو وہ واحد زبان ہے جو طورخم سے کراچی تک بولی اور سمجھی جاتی ہے بلکہ بھارت، بنگلہ دیش اور سارک کے دوسرے ملکوں میں بھی اس کی مقبولیت کچھ کم نہیں۔

دنیا کی بیشتر معروف یونیورسٹیوں مثلاً کیمبرج یونیورسٹی، آکسفورڈ یونیورسٹی، کنگز کالج لندن، لندن یونیورسٹی، کولمبیا یونیورسٹی شکاگو یونیورسٹی وغیرہ میں ضرورت کے تحت اردو کے تدریس کے شعبے قائم ہیں جن میں اردو سیکھنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت دنیا میں اردو جاننے اور بولنے والوں کی مجموعی تعداد ڈیڑھ ارب سے متجاوز ہے جو کہ اردو کی عام مقبولیت کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔

اردو کا آغاز اس وقت ہوا جب مسلمان فاتحین ہندوستان میں داخل ہوئے اور یہاں کے باشندوں سے ان کا میل جول بڑھتا گیا۔ محمد بن قاسم کی سندھ میں آمد سے وہاں کے لوگوں کی زبان پر عربی، فارسی، ترکی زبان کے اثرات نمودار ہوئے۔ لہذا آہستہ آہستہ لوگوں نے ان تمام زبانوں کو سیکھنا شروع کیا اور ان زبانوں کا اختلاط شروع ہوا اور ایک مجموعی زبان (مشترکہ زبان) نے جنم لیا۔ صوفیاء کرام بھی اسی زبان میں تبلیغ کرتے تھے۔

مزید یہ کہ اردو خود بھی ترکی زبان کا لفظ ہے اور 1627ء کے بعد جو شاہی لشکر دہلی میں مقیم رہا وہ اردو یا اردوئے معلی کہلاتا تھا چونکہ یہ زبان لشکری بولتے تھے اس لیے یہ زبان اردو کہلائی مزید مغلیہ سلطنت کے دور حکومت میں اس میں مزید نکھار پیدا ہوا۔ عوام کے ساتھ ساتھ خواص نے بھی اس کو اپنایا شعرائے کرام نے اسے اپنے سایہ عاطفت میں لیا اور اس میں بہت کچھ صفائی پیدا کی اور نئی نئی تراش خراش سے اسے خوب آراستہ و پیراستہ کر دیا۔

بلاشبہ اردو ایک مرکب زبان ہے اس میں دوسری زبانوں کے الفاظ اس کثرت سے داخل ہوئے ہیں کہ اب ان کو مرکب سے علیحدہ کرنا محال ہے لہذا یہ دوسری زبانوں کو اپنے اندر جذب کر لیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر شخص اس میں ایک انجانی سی کشش محسوس کرتا ہے اور اس میں بہت سی خوبیاں بھی شامل ہو گئیں ہیں اس کے الفاظ نرم و شیریں اور کومل ہیں۔ اردو زبان کی شیریں لطافت کا جادو سر چڑھ کر بولتا ہے اردو زبان کی کشش و خوشبو اور مذکرہ جادو کے مد نظر معروف شاعر جاوید صبا نے کیا خوب کہا ہے۔

ایک ہی پھول سے سب پھولوں کی خوشبو آئے

[illegible]

چونکہ اردو محض ایک زبان نہیں ہے بلکہ گنگا جمنی
تہذیب ہے یہ ہندوستان کی ثقافتی میراث بھی
ہے اہل ہند کے مطابق اردو زبان ہمارے بھارت
کی مانند بھاشا ہندی کی سگی بہن بھی تصور کی جاتی ہے
وہ تو جب قیام پاکستان کی تحریک اٹھی تو انتہا
پسند لوگوں نے اردو زبان کو مسلمانوں کی زبان
قرار دیتے ہوئے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی
وگرنہ بقول شاعر منور رانا

لپٹ جاتا ہوں ماں سے اور موسی مسکراتی ہے
میں اردو میں غزل کہتا ہوں ہندی مسکراتی ہے

اردو کی مقبولیت کا ایک اور سبب یہ بھی ہے کہ
چونکہ اردو کا جنم کئی زبانوں کے اتفاقی اختلا
سے ہوا ہے اس لیے ان زبانوں کے حروف
ابجد بھی اس میں آ گئے ہیں. اس وقت اردو
زبان میں سب سے زیادہ آوازوں کے حروف کا
نظام مستعمل ہے اطالوی زبان میں محض بیس
حروف رائج ہیں فرانسیسی میں تئیس، یونانی
میں چوبیس، سپینش میں چھبیس سنسکرت
میں پچاس جبکہ اردو میں چوّن حروف رائج
ہیں۔ مشہور ماہر لسانیات ولیم جالینس کے قول
کے مطابق ہر طرح سے مکمل زبان وہ ہے
جسکے رسم الخط میں اسکی زبان کی ساری آوازوں
کے نمائندے حروف موجود ہوں۔ لہٰذا اردو ایک

زندہ زبان ہے جو دوسری زبانوں کو ہر صورت میں قبول کر لیتی ہے اردو کی مقبولیت کا ایک اور سبب یہ بھی ہے کہ دنیا کی بیشتر زبانوں کے مقابلے میں اردو تحریر کم سے کم جگہ اور وقت لیتی ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت اردو میں عام استعمال ہونے والے الفاظ کی تعداد تین لاکھ سے زیادہ ہے

لہذا یہ کہنا رائیگاں نہیں جائے گا کہ اردو کو کئی زبانوں سے مختلف اقوام نے رابطے کے لیے استعمال کیا نہیں فی الحال دور حاضر میں ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ اردو کو عملی زبان سے الگ سمجھا جاتا ہے اور اردو کو میں گفتگو کو سطحی خیالات کی عکاسی تک محدود کر دیا جاتا ہے لیکن اگر ہم اس زبان میں علم کی ترویج نہیں کریں گے تو اس میں نئی نئی اصطلاحات بھی معرض وجود میں نہیں آ سکیں گی لہذا اردو زبان کو عملی زبان کا روپ دینے کی ضرورت ہے ہم انگریزی زبان کے خلاف نہیں کوئی بھی زبان اچھی یا بری نہیں ہوتی بلکہ ہر ملک کی اپنی ایک زبان ہوتی ہے جس سے وہ ملک پہچانا جاتا ہے زندہ قومیں اپنی زبان کے ساتھ زندہ رہتی ہیں اور اپنی زبان کو ہمیشہ ورثہ سمجھ کر اس کی حفاظت کرتی ہیں اور زندگی کے ہر میدان میں لاگو کرتی ہیں جیسے مولوی عبدالحق نے کہا کہ اگر ہمیں تمام علوم و فنون

اپنی زبان کے ذریعے پڑھائے جاتے تو وہ سارے فنون ہمارے ہو جاتے ہماری زبان کس قدر وسیع اور پر مایہ ہو جاتی اور اس کا مرتبہ کتنا بلند ہو جاتا۔

اس کے علاوہ ہر زبان کی اپنی تہذیب ہوتی ہے ہمیں اپنا قومی تشخص برقرار رکھنے کیلئے اردو زبان کو اپنانا ہوگا اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بین الاقوامی تعلقات کو قائم کرنے کیلئے ہمیں انگریزی کی ضرورت ہے لیکن میرا ماننا ہے کہ ہمیں اپنی زبان کے ذریعے ہی دوسری اقوام سے رابطہ کرنا چاہیے جاپان نے انگریزی زبان سیکھنے سے انکار کیا تو کیا وہ ملک ترقی یافتہ اقوام کی فہرست میں شامل نہیں ہے؟ لہذا اگر ہمیں اپنی زبان کے ذریعے ہی قوت اظہار تخلیقات حاصل ہوتا ہے اور تخلیقات کی بھاگ دوڑ ادب کے لکھاری کے ہاتھ میں دی جاتی ہے یہ ہاتھ جتنا مضبوط ہوگا اتنی ہی تخلیقات معتبر گردانی جائیں گی۔ لیکن ہمارا المیہ ہے کہ اگر اردو بولنے والوں کو ثانوی حیثیت حاصل ہوتی ہے جبکہ انگریزی بولنے والوں کو پہلی نمایاں حیثیت حاصل ہوتی ہے کیا کبھی کسی قوم نے اپنی قومی زبان کا یہ حال کیا ہے؟ ایک طرف انگریزی کو غیر سرکاری زبان کا درجہ دیتے ہیں تو دوسری طرف اسے مجبوری بنا کر سرکاری زبان پر برتری دیتے ہیں یہ سلسلہ آخر کب تک جاری رہے گا اور ذریعہ تعلیم ے

حوالے سے اردو انگریزی کا کب فیصلہ ہوگا؟ کیا ہم
میں خود اعتمادی کی کمی ہے یا ہم اپنی شناخت پیش
رکھتے؟ آخر ہم کب تک غیروں کی زبان کی بیساکھی
سے کر چلتے رہیں گے۔

اس لیے ضروری ہے کہ حکومتوں
پر دباؤ بنایا جائے۔ کہ وہ اردو کی کتابیں داخل
نصاب کریں۔ سرکاری اسکولوں میں اردو کو لازمی
کریں کالجوں میں اردو کو لازمی اور اعلیٰ سطحوں
پر اختیاری مضمون کی صورت میں داخل کروائیں۔ Good
سرکاری نوکریوں میں اردو کی حصہ داری ہو سرکاری
محکمات میں اردو زبان کی درخواستیں بھی جمع ہوں
اور ساتھ ہی مترجمین بھی متعین کیے جائیں۔
مختلف علوم کی تعلیمات کو اردو میں مترجم کیا
جائے تاکہ ہم اپنی زبان کو اچھی طرح سمجھیں اور
زندگی کے مختلف شعبوں میں ایجادات متعارف
کروائیں۔ بحیثیت قوم اپنی یکجہتی کو قائم کرنے
کے لیے اردو کے سہارے کی ضرورت ہے اسی کے
ذریعے تعصب، تفرقہ اور فرقہ واریت کا خاتمہ بھی
ممکن ہو سکتا ہے اس لیے اسے مزید نظر انداز مت
کریں اور اس حقیقت کو جانے کہ اس کا بین الاقوامی مزاج
مصدر سازی کے عمدہ اصول، ہم معنی مترادف الفاظ
متضاد الفاظ کی کثرت ایسی خصوصیات ہیں جو اسے
دنیا کی تمام زبانوں سے ممتاز اور منفرد کرتی ہے بقول
شاعر:

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
ہندوستاں میں دھوم ہماری زبان کی ہے

سوال نمبر 2

تلخیص نگاری

دہشت گردی اور اس کا استعمال

دہشت گردی کی کوئی ایک متفقہ تعریف نہیں ہے لیکن اسے عام طور پر کسی سیاسی یا ذاتی مقصد کے حصول کیلئے تشدد یا تشدد کی دھمکی کے استعمال کے طور پر بیان کیا جاتا ہے جو چھوٹا گروپ بڑے گروپ کے خلاف کرتا ہے یا کوئی مذہبی جماعت کسی خاص مقصد کو حاصل کرنے کیلئے کرتی ہے دہشت گردی کا مقصد خوف پھیلانا ہوتا ہے جو کہ سیاسی مقصد کو حاصل کرنے یا حکومت کو یا معاشرے کو غیر مستحکم کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔

سوال نمبر 3

درج ذیل جملوں کی درستگی کریں

1- پیٹ میں سخت درد ہو رہی ہے

پیٹ میں سخت درد ہو رہا ہے

2- میں نے اس کی انتظار کی

میں نے اس کا انتظار کیا

3- آپ کی خیریت نیک مطلوب ہے
آپ کی خیریت نیک مطلوب چاہتا ہوں
۴- مالی نے ہرا ہرا گھاس کاٹا۔
مالی نے ہری ہری گھاس کاٹی
5- بچہ نے ماں سے روٹی مانگا
بچے نے ماں سے روٹی مانگی
6- وہ عورتیں کہاں گئیں تھیں
وہ عورتیں کہاں گئی تھی۔
7- وہ بے ناغہ سکول جاتا ہے
وہ بلا ناغہ سکول جاتا ہے۔
8- وہ آئے روز غیر حاضر رہتا ہے۔
وہ آئے دن غیر حاضر رہتا ہے۔
۹- وہ مجھ سے لڑنے لگ گیا
وہ مجھ سے لڑ پڑا
۱۰- میں نے سالن کے ساتھ روٹی کھالی
میں نے سالن ساتھ روٹی کھالی

سوال نمبر ۴

محاورات کو جملوں میں استعمال کریں

1- پگڑی اچھالنا
مسلیم نے بینک میں ڈاکہ ڈال کر والدین کی پگڑی اچھال دی۔

2- پیٹ کاٹنا

والدین اپنا پیٹ کاٹ کر اولاد کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔

3- کمر باندھنا

گھر کو بکھرا دیکھ کر عائشہ نے کمر باندھ لی

4- خمیازہ اٹھانا

اسلم نے والدین کی بات نہ مان کر بہت بڑا خمیازہ اٹھایا

5- سینگ سمانا

بہت کٹھن سفر طے کرنے کے بعد گھر آکر آسیہ نے سینگ سما لیے

6- طاق پر رکھنا

ہم نے اپنی اقدار کو بالائے طاق پر رکھ دیا ہے

7- خون سفید ہونا

آج کل کے بچوں کا خون سفید ہو گیا ہے ان کو کسی کا احساس نہیں ہے۔

8- ہوائیاں اڑنا

جب مائرہ کا جھوٹ پکڑا گیا تو اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں

9- تیور بدلنا

پیسے دیکھتے ہی لالچی بیوی کے تیور بدل گئے

You need to elaborate the meaning properly

۱۰۔ پانی پھیر دینا

حامد نے امتحانات میں فیل ہو کر والدین کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔

سوال نمبر 5

درج ذیل میں سے تین اشعار کی تشریح کریں

(الف)

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

شاعر کا نام: میر تقی میر

تشریح:

میر تقی میر کو خدائے سخن کہا جاتا ہے آپ کی غزلوں میں انسانی جذبات، درد و غم، خودداری، توکل، قناعت پایا جاتا ہے میر تقی میر کو غزل کی دنیا کا بے تاج بادشاہ مانا جاتا ہے آپ نے اردو ادب کو بہت عروج دیا۔ آپ کے مطابق زندگی میں جو حادثات آپ کو درپیش آئے اگر وہ نہ ہوتے تو آج میر بھی نہ ہوتے آپ کا کلام عام لوگوں کے لیے مسرت کیا جاتا تھا۔ آپ اپنے کلام کے ذریعے لوگوں کو دہلی کا کھویا ہوا عروج حاصل کرنے کی

ترغیب دیتے۔ ان کے حالات کو دیکھ کر آپ
شاعری کرنے لگے۔ آپ ایک درویش صفت
انسان تھے۔ اس سفر میں بھی انہوں نے خود
کو ایک فقیر سے تشبیہ دی ہے اور کہا ہے
کہ ایک انسان جس کو کسی چیز کی طلب ہو وہ
صدا دیتا ہے آواز لگاتا ہے وہ اپنی طلب
بیان کرتا ہے لیکن اگر اس کو وہ محبوب
چیز نہیں ملتی تو کیا ہوا وہ تو اس دنیا میں ایک
فقیر کی حیثیت سے آیا تھا وہ صدا کر کے چلا گیا ہے
اگر محبوب کی خوشی اسی میں ہے کہ وہ ہمیں اس کے
قابل نہیں سمجھتا تو کوئی بات نہیں ہم تو یہ دعا کر
سکتے ہیں کہ اس کا محبوب ہمیشہ خوش رہے
ایک سچا عاشق بھی یہی ہوتا
ہے جو ہر حال میں اپنے محبوب کی خوشی
چاہتا ہے جس حال میں اس کا محبوب
خوش ہو اس حال میں محب بھی خوش ہو
جاتا ہے جب کوئی فقیر کسی دروازے پر صدا
دیتا ہے اگر اس کو خیرات نہ بھی ملے تو وہ گھر
والوں کو بددعائیں نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے خدا
تمہارا بھلا کرے بالکل اسی طرح میر بیان کرتے
ہیں کہ اس کو دنیا میں محبوب نہیں ملا تو اب
اس کے اس دنیا سے رخصت کا وقت آن
پہنچا ہے لیکن میری خواہش یہی ہے کہ میرا محبوب
خوش رہے اس کی تمام خواہشات، تمنائیں
پوری ہوں۔

(ب)

قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر
لیکن آنکھیں روزن دیوار زنداں ہو گئیں

شاعر کا نام : مرزا غالب

تشریح

مرزا غالب نے اپنے اشعار میں اکثر تلمیحات کا استعمال کرتے ہے تلمیحات یعنی کسی تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کرنا۔ وہ واقعہ مذہبی بھی ہو سکتا ہے اور سیاسی بھی۔ مرزا غالب کی شاعری میں تلمیحات اور اشعار کے ذریعے دریا کو کوزے میں بند کرنے کا عنصر ملتا ہے۔ درج بالا شعر میں غالب نے حضرت یوسف لیدان کے والد حضرت یعقوب کی جدائی کا قصہ مرکوز کیا ہے

اس شعر میں اس واقعے کی طرف اشارہ ہے جب زلیخا نے خواتین کو بلا کر ایک ایک پھل اور چاقو دیا اور انہوں انہیں کہا جب یوسف داخل ہوں تب کاٹیں گی۔ لہذا حضرت یوسف کے حسن کو دیکھ کر مدہوش ہو گئیں اور انہوں نے لیموں کی بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لیے جب یہ بات مشہور ہوئی تو حضرت یوسف کو زندان میں ڈال دیا گیا وہ کنعان سے دور مصر میں زندان میں تھے اور ادھر ان کے والد کنعان میں ہر وقت حضرت یوسف کی

Add references

جدائی میں ان کو یاد کرتے رہتے اور رو رو کر ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں یعنی ان کی آنکھیں نابینا ہو گئیں۔ حضرت یعقوب کو اپنے لختِ جگر سے اس قدر پیار تھا کہ ان کی جدائی میں ہر وقت روتے رہتے اور ان کو یاد کرتے رہتے۔ جبکہ حضرت یعقوب کو اس کا ہی یقین تھا کہ ان کی قید کے اصل ذمہ داران کے بیٹے تھے وہ تو محض ان کی موت کا ڈرامہ کر رہے تھے۔

(ج)

تیشے بغیر مر نہ سکا کوہ کن اسد
سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا

شاعر کا نام

Add translation to difficult words

مرزا غالب (اسد اللہ خان غالب)

تشریح

مرزا غالب کا تخلص اسد ہے۔ وہ اپنے اکثر شعروں میں اس تخلص کو استعمال کرتے تھے۔ مرزا غالب اردو کے بلند پایہ کے شاعر تھے۔ آپ کو نہ صرف اردو بلکہ فارسی میں بھی کمال حاصل تھا۔ تلمیح نگاری آپ کا بہترین فن تھا۔ آپ نے نہ صرف شاعری کی دنیا میں بلکہ ادب کی دنیا میں بھی خوب نام کمایا۔

آپ نے اپنی شاعری کے ذریعے ادب میں جدت اور شوخی کا پہلو نمایاں کیا۔ آپ نے اردو مزاح کا پہلو بھی متعارف کروایا جسے آج تک کے زمانے کے شعراء کرام سراہتے ہیں۔

CamScanner

اس سفر میں مرزا غالب نے شیریں اور فرہاد کا
قصہ بیان کیا ہے کہ سنگ تراش فرہاد نے ایک
دن شہزادی شیریں کو دور سے دیکھا تھا اور اس
کے عشق میں گرفتار ہو گیا اس کے عشق کا چرچا
جب شیریں کے خاوند ایران کے بادشاہ خسرو کے
پرویز تک پہنچا تو اس نے فرہاد کو طلب کیا اور اس
کو کہا اگر نہر دودھ کی کھود کر محل تک لے آؤ تو تمہیں شیریں
مل سکتی ہے

فرہاد کو شیریں سے ایسی لگن تھی کہ اس نے
اس کام کو تقریباً مکمل کر لیا تھا تو اس وقت
خسرو نے ایک بڑھیا کو فرہاد کے پاس بھیجا اس نے
جا کر کہا کہ شیریں کی وفات ہو گئی جب فرہاد نے
جسے کوہ کن کا لقب ملا اس نے کدال اپنے سر پر
مار لیا اور مر گیا

اس بات پر مرزا غالب کا کہنا ہے کہ
فرہاد نے جب خبر سنی کہ شیریں کی وفات ہو
گئی تو اس کو اس صدمے سے اسی وقت مر جانا
چاہیے تھا اس کو اپنی موت کیلئے دوسرا سہارا لینے
کی ضرورت کیوں پیش آئی وہ سرگشتہ یعنی دیوانہ
رسومات کی قید میں تھا یعنی عشق کے۔ اسے
مرنے کیلئے کسی تیشے کی ضرورت نہیں آنی
چاہیے تھی اس کا مطلب ہے کہ وہ عشق کی معراج
کو نہیں پہنچا۔ اگر عشق کی معراج حاصل ہوتی تو وہ
شیریں کی خبر سنتے ہی مر جاتا

سوال نمبر 6

درج ذیل عبارت کا اردو ترجمہ کریں۔

آپ وہ انتہائی مہارت یافتہ شاعر تھے جو کہ گہرے جذبات اور خیالات کا اظہار اپنی شاعری سے کرتے تھے وہ استعارے اور تضاد کے استعمال کیلئے خاص طور پر مشہور تھے جس نے آپکی لفظوں کے معنی میں کئی پہلو شامل کیے اور قارئین کیلئے جذبات کو ابھارنے والا اور چیلنج کرنے والا بنا دیا۔ ایک دوسری خاصیت غالب کی شاعری میں عالمگیریت تھی اگرچہ انہوں نے اردو اور فارسی میں لکھا لیکن ان کی شاعری زمان و مکاں سے بالاتر ہے اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والوں اور مختلف تہذیب کے لوگوں سے متعلقہ تھی۔ آپ نے محبت، جدائی، اور فنا جیسے جذبات کا اظہار کیا جو کہ آج بھی متعلقہ ہیں اور ان کی شاعری کو وسیع پیمانے پر پڑھا اور سراہا جاتا ہے۔

Understand the tense

جذبات

Focus on spelling ..

CamScanner